

## فن افسانہ نگاری اور ممتاز شیریں کی انفرادیت

ڈاکٹر محمد طالب

اے 146 فلور کر سچن کالونی

پٹیل چیسٹ، دہلی یونیورسٹی دہلی۔

تلخیص: ممتاز شیریں اردو ادب کی ایک اہم شخصیت ہیں، جنہوں نے افسانہ نگاری میں اپنی انفرادیت اور فنی مہارت کی وجہ سے نمایاں مقام حاصل کیا۔ ان کی افسانہ نگاری نہ صرف تخلیقی سطح پر بلند ہے بلکہ وہ اپنے افسانوں سماجی، نفسیاتی اور تہذیبی پہلوؤں کو بھی عمق سے اجاگر کرتے ہیں۔ ان کے افسانے عموماً زندگی کے گہرے مسائل، انسانی رشتوں کی پیچیدگیوں اور عورت کے نفسیاتی سماجی مسائل پر مبنی ہوتے ہیں۔ ان کے افسانوں میں نسوانی جذبات کی عکاسی انتہائی حقیقت پسندانہ انداز میں کی گئی ہے۔ اسلوب سادہ، دلکش اور روانی سے بھرپور ہے، جس کی وجہ سے قاری ان کے افسانوں میں کھو جاتا ہے۔ زبان میں ادبی چاشنی اور جذبات کی شدت دونوں موجود ہیں۔

کلیدی الفاظ۔ معروف، تخلیقات، طبقات، پیچیدگی، نفسیات، ہمدردی، اہمیت، جذبات، شناخت، میلان، آئینہ، عمدہ، قابلیت، منفرد، ثقافت، مسائل،

ممتاز شیریں کو اردو ادب میں نمایاں مقام حاصل ہے وہ بہ ایک وقت افسانہ نگار، تنقید نویس، مترجم، اور مدیر تھیں انہوں نے اردو افسانہ نگاری اور تنقید نگاری میں اپنی منفرد شناخت قائم کی ان کی پیدائش ۱۲ سے ستمبر ۱۹۲۴ کو میسور صوبہ کرناٹک میں ہوئی۔ ممتاز شیریں بچپن ہی سے غیر معمولی ذہانت کی مالک تھی جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ انہوں نے ۱۳ برس کی عمر میں دسویں کا امتحان اول درجے میں پاس کیا۔ اعلیٰ تعلیم مہارانی کالج بنگلور سے حاصل کی ۱۹۶۱ میں ان کی شادی صد شاہین سے ہوئی۔ شادی کے بعد بھی اعلیٰ تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا۔ یہ عبارت ان کی تعلیمی قابلیت ذہانت اور ادبی خدمات کو نمایاں کرتی ہے۔ ممتاز شیریں ایک معروف افسانہ نگار تھی جنہوں نے اپنی تخلیقات کے ذریعے اردو ادب میں اہم مقام حاصل کیا، ان کا اسلوب بیان اپنے عہد کے افسانہ نگاروں سے منفرد ہے وہ اپنے افسانوں میں عموماً انسانی جذبات سماجی کشمکش حقیقت نگاری اور ازدواجی زندگی کے مسائل جیسے موضوعات پر لکھتی ہیں۔ ان کے افسانوں میں انسانی جذبات سماجی مسائل اور عورت کے کردار کو اہمیت دی جاتی ہے وہ نہ صرف فنی اعتبار سے عمدہ ہوتے ہیں بلکہ ان میں گہرے سماجی اور نفسیاتی پہلو بھی ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کے افسانوں میں معاشرتی حقیقتوں اور انسانی رویوں کا تجزیہ بھی دیکھنے کو ملتا ہے جس سے قاری کی زندگی کی پیچیدگیوں پر غور کرنے پر مجبور ہوتا ہے اور وہ اس کو نئے زاویوں سے سوچنے پر آمادہ ہوتا ہے ممتاز شیریں کی ادبی خدمات پر پروفیسر وہاب شرف نے لکھا ہے۔

"ممتاز شیریں اردو ادب کا ایک بہت ممتاز نام ہے اور آج بھی ان کا نام احترام سے لیا جاتا ہے ان کا پہلا افسانہ

انگڑائی ہے جو ۱۹۴۴ میں شائق دہلی میں چھپا۔"

ممتاز شیریں نے اپنے افسانوں میں خواتین کے مسائل کو کافی اہمیت دی ہے وہ عورتوں مختلف حالات اور تجربات کو بڑی گہری حساسیت کے ساتھ پیش کرتی ہیں۔ جہاں عورت کے اندرونی کشمکش سماجی دباؤ اور ان کی آزادی کی جدوجہد کو دکھاتی ہیں تو وہیں ان کے جذباتی نفسیاتی حالات کو بھی اجاگر کرتی ہیں۔ افسانوں میں بہت سی سماجی، ثقافتی اور نفسیاتی جہتوں کی عکاسی کی گئی ہے۔ افسانوں کے مرکزی موضوعات انسان کی داخلی کشمکش، سماجی حقیقتیں، عورتوں کے مسائل اور ان کی مشکلات ہیں۔ ان کے افسانوں میں افکار و نظریات درج ذیل پہلوؤں کی صورت میں دیکھنے کو ملتے ہیں:

۱. عورت کا مقام اور مسائل: ممتاز شیریں نے اپنے افسانوں میں عورتوں کی زندگی کی مختلف جہتوں کو بہت خوبصورتی سے پیش کیا ہے۔ وہ عورت کے حقوق، اس کی جدوجہد اور سماج میں اس کے مقام کو اجاگر کرتی ہیں۔ ان کی کہانیوں میں عورت کو اپنی شناخت اور آزادی کی تلاش میں دکھایا گیا ہے۔ اور ان کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کیا جاتا ہے۔ وہ سماجی روایات، ازدواجی تعلقات، اور عورت کی ذاتی آزادی کی بات کرتی ہیں۔
۲. نفسیاتی کشمکش: ممتاز شیریں کے افسانوں میں کرداروں کی داخلی کشمکش کو خاص طور پر پیش کیا گیا ہے۔ ان کے کردار اکثر اپنی ذات یا اپنے سماجی ماحول کے ساتھ توازن پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں، جو کہ انسانی فطرت اور نفسیات کو عیاں کرتا ہے۔
۳. سماجی حقیقتیں: ان کے افسانے سماج کی تلخ حقیقتوں پر روشنی ڈالتے ہیں۔ وہ طبقاتی تفریق، معاشرتی نابرابری، اور انسانی جذبات کے پیچیدہ پہلوؤں کو اجاگر کرتی ہیں۔
۴. خود شناسی اور آزادی: ممتاز شیریں کے افسانوں میں خود شناسی اور آزادی کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔ ان کے کردار اپنے مسائل اور سماجی دباؤ کے باوجود اپنی آزادی کی تلاش میں رہتے ہیں۔
۵. دوسروں کی مدد اور ہمدردی: ان کے افسانوں میں انسانیت کے لیے ہمدردی، دوسروں کے لیے قربانی اور اجتماعی ذمہ داری جیسے افکار بھی ملتے ہیں۔ وہ انسانوں کی مدد اور ہمدردی کی اہمیت پر زور دیتی ہیں۔
۶. سماجی حقیقت پسندی: ممتاز شیریں اپنے افسانوں میں سماجی حقیقت پسندی کو اہمیت دیتی ہیں، اور ان کے افسانوں میں معاشرتی نا انصافی، غربت، اور محروم طبقات کی حالت کی عکاسی ہوتی ہے۔

مجموعی طور پر، ممتاز شیریں کے افسانے نہ صرف جمالیاتی اعتبار سے اہم ہیں بلکہ ان میں معاشرتی اور نفسیاتی گہرائی بھی موجود ہے جو قارئین کو مختلف سطحوں پر سوچنے کی دعوت دیتی ہے۔ ممتاز شیریں کے افسانے صرف تفریح فراہم نہیں کرتے ہیں بلکہ اس میں نئے خیالات اور نظریات کی جڑیں بھی گہری کرتے ہیں۔

غرض یہ کہ ممتاز شیریں کے افسانوں میں عورتوں کے مسائل اہم اور مرکزی موضوع کے طور پر ہمارے سامنے آتے ہیں ان کے افسانے نہ صرف خواتین کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرتے ہیں بلکہ اس بات پر بھی زور دیتے ہیں کہ سماج میں عورت کو درپیش آنے والے مسائل کو حل کرنے کی ضرورت ہے ان کے یہاں عورت کے جذبات حقوق آزادی اور جدوجہد کی حقیقت پسندانہ انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ وہ ایک نہایت ذہین اور بے باک خاتون تھیں۔ ان کے افسانوں میں تانیثیت کی احتجاج کی کئی صورتیں ابھر کر ہمارے سامنے آتی ہیں۔ ممتاز شیریں کے تمام افسانوں میں کہیں نہ کہیں خواتین کے مسائل دیکھنے کو ملتے ہیں لیکن افسانہ، انگڑائی، آہستہ، اور دیکھ راک، ایسے بے باک افسانے ہیں جس میں تانیثی فکر کو محض نسائی لہجے میں پیش کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ عورتوں کے نفسیاتی کائنات اور جنسی مسائل کو بڑے موثر انداز میں بیان کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ عورتوں کی حالت زار کو بھی اجاگر کرتی ہیں۔ جہاں وہ نہ صرف سماجی اور ثقافتی دباؤ کا شکار ہوتی ہیں بلکہ اپنے ذاتی حقوق کے لیے بھی جدوجہد کرتی ہیں ان کے افسانوں میں عورتوں کے آزادی تعلیم اور معاشرتی حیثیت پر زور دیا گیا ہے وہ عورتوں کی نفسیات اور جذبات کی پیچیدگیوں کو حقیقت پسندانہ انداز میں پیش کرتی ہیں انہوں نے عورتوں کی تعلیم مسئلے پر وار کیا ہے جب مذہب کے ٹھیکے داروں نے عورتوں کی تعلیم پر پابندی عائد کر دی تھی اس ماحول میں ممتاز شیریں نے خود اعلیٰ تعلیم حاصل کی اور، آئینہ، جیسا افسانہ لکھا جس کی اشاعت کے فوراً بعد مسلم معاشرے میں ایک بھوچال آگیا تھا۔

”اتم مصیبت زدہ تھی مگر دنیا کو تم سے ہمدردی نہ تھی امی ابا کو بھی نہیں۔ کہنے گوان کے گھر میں تم اتنا کام کرتی تھی آخر کیوں؟ اگر تمہارے چہرے پر تمہارے دلی دکھ کا ذرا بھی اظہار ہوتا تو شاید لوگوں کو تم سے ہمدردی ہوتی۔ مگر تم یوں دکھائی دیتی تھی گویا تم میں جذبات ہی نہیں ایک پتھر کی صورت سی۔۔۔۔۔“

اپنی نگریہ ممتاز شیریں مکتب جدید لاہور صفحہ ۲۲

یہ تو ان کا پہلا افسانہ، انگڑائی، ہے جس کو شائع ہونے کے بعد عوام میں کافی مقبولیت حاصل ہوئی اس کہانی میں انہوں نے نفسیات کے ایسے پہلو اجاگر کیے ہیں جو ہم جنس سے متعلق ہیں۔ ہم جنسی موضوعات پر لکھا گیا افسانہ، انگڑائی، ان کے بہترین افسانوں میں سے ایک ہے ویسے تو اردو ادب میں میلان اور ہم جنسی موضوع پر بہت سے افسانے لکھے گئے لیکن ممتاز شیریں یہ افسانہ اس لیے منفرد ہے کہ ان کا بنیادی موضوع ہی میلان اور ہم جنس ہے جبکہ دوسرے افسانہ نگاروں کے یہاں میلان اور ہم جنس کی صورت میں جسمانی گناہ دیکھنے کو ملتا ہے لیکن شیریں کے افسانے میں یہ میلان محض جذباتی لگاؤ تک ہی دیکھنے کو ملتا ہے اس بیماری میں مبتلا یا تو گھر کی چار دیواری میں قید شادی شدہ عورتیں ہوتی ہیں یا وہ عورتیں جن ہیں جن کے شوہران کے فرائض انجام نہیں دیتے ایک اور صورت ہوتی ہے وہ لڑکیاں جو پردے کے سخت ماحول میں پرورش پاتی ہیں یا پھر وہ لڑکیاں جو جوان ہونے کے بعد پہلی بار ان کے اندر جنسی خواہشات پیدا ہوتی ہے لیکن ان کی یہ خواہش سماج اور غیرت کے نام پر کچل دی جاتی ہے اس کہانی کا مرکزی کردار گلنا ہے جو چھوٹی عمر میں انتہائی ذہین شوخ اور چنچل ہے اس کی معصوم محبت کا باب اپنی ہی ہم جنس ٹیچر مس فنانس کے ساتھ کھل جاتا ہے لیکن اس کی تشنگی پوری نہیں ہوتی۔ بعد میں ایک متحرک کن محبت کا روپ سامنے آتا ہے گلنا کی شادی جلد ہی پرویز نامی نوجوان سے شادی ہونے کے بعد اس کی محبت میں مبتلا ہو جاتی

ہے یہی انقلابی اور نازک تبدیلی ہی افسانہ، انگریزی، کا اہم موڑ ہوتی ہے گلنار اپنی ٹیچر فنانس سے کس حد تک محبت کرتی ہے شیریں افسانہ، انگریزی، میں لکھتی ہیں۔

”میں پہلے تو اس کے سامنے یوں ہی شرمایا کرتی تھی جب وہ کہیں نکلتی تو میں بھاگ کر کہیں جا چھپتی وہ میری طرف دیکھتی تو دونوں ہاتھوں سے منہ چھپاتی گودل یہی چاہتا ہے وہ یوں ہی دیکھتی رہیں عجیب لڑکی تھی کچھ سال پہلے رفتہ رفتہ میں ان سے کھل کر باتیں کرنے لگی تھی پھر بھی جب کبھی ان سے اچانک مڈ بھیڑ ہو جاتی تو میری بدحواسی نہ پوچھیے وہ دن بھی کیا دن تھے ان کا گھنٹہ نہ ہوتا وہ دن کس قدر منحوس دکھائی دیتا تھا۔ ہاں میں ان پر مرتی تھی انہیں دیوانگی کی حد تک چاہتی تھی اور لڑکیاں کیسے مجھے تنگ کرتی تھیں،“ افسانہ انگریزی ممتاز شیریں مشمولہ بعد رفت کا متاثری صفحہ ۵۹

ممتاز شیریں کہ اکثر افسانوں خوشگوار ازاد زندگی کی کہانی دیکھنے کو ملتی ہے یا یوں کہہ سکتے ہیں کہ ازاد وازی زندگی اور نفسیات اور جنسی معاملات ان کا پسندیدہ موضوع ہے۔ اس کے علاوہ ان کی بہت سی کہانیاں ہیں جو سیاسی سماجی اور طبقاتی فرق کی جھلکیاں دیکھنے کو ملتی ہیں۔ مثلاً، شکست، اور، رانی، جیسے افسانوں میں یہ مسائل دیکھے جاسکتے ہیں۔ افسانہ، اندھرے میں چراغ، میں ہسپتالوں میں مریضوں کے ساتھ طبقاتی سلوک ہوتا ہے اس درد کو بہترین نہایت بہترین انداز میں بیان کیا ہے مثال کے طور پر وہ افسانے میں لکھتی ہیں۔

”یہ المیہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے جب میں خود ماں بنی تھی ہسپتال میں ایک مستقل وارڈ میں بھی ایک دوسری ماں نے زندگی کی تخلیق نہیں کی تھی بلکہ ایک مردہ بچے کو جنم دیا تھا اور خود موت سے ہم کنار ہو گئی تھی۔“

اس طرح وہ ہسپتالوں میں کس طرح سے ڈاکٹروں کی لاپرواہی کی وجہ سے عورتیں دم توڑ دیتی ہیں اس پر سوالیہ نشان قائم کرتی ہیں جبکہ ایک خواتین درد زہ کی تخلیق کو کس طرح برداشت کرتی ہے ایک عورت ہی جان سکتی ہے۔

ممتاز شیریں کے افسانوں میں رومانیت ایک اہم عنصر ہے، جسے وہ سماجی حقیقتوں اور انسانی جذبات کی گہری پیچیدگیوں کے ساتھ پیش کرتی ہیں۔ ان کے افسانوں میں رومانوی تعلقات صرف محض محبت یا جذباتی تعلقات تک محدود نہیں ہوتے، بلکہ وہ انسانی فطرت، ذاتی خواہشات، اور سماجی دباؤ کے درمیان موجود تضاد کو بھی ظاہر کرتے ہیں۔

رومانیت کا عنصر ان کے افسانوں میں ایک نظریہ کے طور پر بھی موجود ہے، جہاں افراد کی داخلی جدوجہد اور محبت کی تلاش ایک اہم موضوع بن کر ابھرتی ہے۔ ممتاز شیریں نے عورت کی محبت، خواہشات، اور اس کی نفسیات کو بہت ہی حساس انداز میں بیان کیا ہے۔ ان کے کردار نہ صرف رومانیت

سے جڑے ہوتے ہیں، بلکہ ان کے رومانوی تعلقات سماجی قید، طبقاتی فرق، اور ثقافتی معیارات کے اندر بھی پروان چڑھتے ہیں۔ مثال کے طور پر، ممتاز شیریں کے کچھ افسانوں میں محبت کا اظہار صرف دو افراد کے درمیان نہیں ہوتا، بلکہ یہ ایک وسیع تر سماجی پس منظر میں ہوتا ہے، جہاں محبت کو ایک معاشرتی تحریک کے طور پر دیکھا جاسکتا ہے۔ وہ رومانیت کو معاشرتی دباؤ کے خلاف آزادی کی علامت کے طور پر پیش کرتی ہیں، جس میں فرد اپنی محبت اور ذاتی خواہشات کو سامنے رکھ کر سماجی روایات کے ساتھ ٹکرا جاتا ہے۔ یوں ممتاز شیریں کے افسانوں میں رومانیت ایک نفسیاتی اور سماجی موضوع بن کر ابھرتی ہے جو انسان کے اندرونی اور بیرونی دنیا کے درمیان تعلقات پیدا کرتی ہیں۔ ممتاز شیریں کے افسانوں میں حقیقت نگاری ایک نمایاں پہلو ہے، جو ان کی تحریروں کی خصوصیت ہے۔ ان کے افسانے حقیقت کی گہرائیوں میں جا کر سماجی مسائل، فرد کی نفسیات اور انسانی جذبات کو بڑی حقیقت پسندی سے بیان کرتے ہیں۔ وہ عام زندگی کے معمولات اور معاشرتی حالات کو اپنی تحریروں میں پیش کرتی ہیں، اور ان میں کوئی مصنوعیت یا آرائشی انداز نہیں ہوتا۔ ان کی حقیقت نگاری میں معاشرتی حقیقتوں کو بغیر کسی آرائش کے پیش کیا جاتا ہے، جس میں معاشرتی و طبقاتی فرق، خواتین کی مشکلات، اور فرد کی داخلی کشمکش کو تفصیل سے بیان کیا جاتا ہے۔ ان کے افسانے عام لوگوں کی زندگیوں، ان کے دکھ درد، اور ان کی ذاتی جدوجہد کو اہمیت دیتے ہیں، جس سے ان کی تحریروں میں ایک سچی اور حقیقی دنیا کی جھلک ملتی ہے۔ اس حقیقت نگاری کے ساتھ ہی سماجی تنقید بھی پائی جاتی ہے جو معاشرتی دباؤ روایات اور جبر کی حقیقتوں کو سامنے لاتی ہیں وہ عورتوں کی حالت ان کے حقوق اور ان کے مسائل کو حیثیت کے ساتھ پیش کرتی ہیں ان کی تحریروں میں انسان کی زندگی کی سچائیاں کھل کر سامنے آتی ہیں ان کا مقصد صرف کہانی سنانا نہیں بلکہ انسانی حقیقت اور سماجی پیچیدگیوں کو کاری کے سامنے لانا ہوتا ہے وہ ان لوگوں کی کہانی بیان کرتی ہیں جو سماج میں نظر انداز کیے جاتے ہیں یا جن کی آواز دبا دی جاتی ہے مثال کے طور پر عورتیں اور معاشرتی طور پر کمزور طبقہ ہوتا ہے۔ اس طرح ممتاز شیریں کے افسانوں میں حقیقت نگاری صرف کرداروں کی حیثیت نہیں بلکہ ان کے اس پاس کے سماجی ثقافتی اور نفسیاتی حقیقتوں کی عکاسی دیکھنے کو ملتی ہے جو ان کی تحریروں کو خاص گہرائی اور سچائی عطا کرتی ہے ممتاز شیریں کے افسانوں کی حقیقت نگاری اس بات کی غمازی کرتی ہے کہ وہ صرف تخیل کی دنیا میں نہیں بلکہ حقیقی دنیا کے مسائل اور معاشرتی حقیقتوں کو دیکھنے کی کوشش کرتی ہیں، اور ان کی تحریروں میں انسان کی زندگی کی سچائیاں کھل کر سامنے آتی ہیں۔

ممتاز شیریں اردو ادب کی ایک اہم افسانہ نگار ہیں جن کے افسانے انسانی اقدار و افکار کی عکاسی کرتے ہیں۔ ان کی تحریروں میں معاشرتی مسائل، انسانی جذبات، اور اخلاقی پہلوؤں کو گہرائی سے اجاگر کرتی ہیں۔ ممتاز شیریں کے افسانے نہ صرف فکری و جذباتی پہلوؤں پر مبنی ہوتے ہیں بلکہ وہ معاشرتی ناہمواریوں اور طبقاتی تقسیم کو بھی پیش کرتی ہیں۔

ان کے افسانوں میں انسانی قدریں جیسے محبت، قربانی، ہمدردی، اور انصاف نمایاں ہیں۔ وہ کرداروں کے ذریعے انسانی نفسیات کی گہرائیوں میں جھانکتی ہیں اور ان کی تحریروں میں قارئین کو خود احتسابی کی دعوت دیتی ہیں۔ ان کے افسانے جدید دور کے مسائل، خاص طور پر عورت کے حقوق، سماجی آزادی، اور شناخت کی تلاش پر روشنی ڈالتے ہیں۔

ممتاز شیریں کا اسلوب سادہ مگر دلکش ہے، جو قاری کو اپنی گرفت میں لے لیتا ہے۔ ان کی کہانیاں ایک منفرد فلسفیانہ رنگ رکھتی ہیں جو انسانی افکار کو ہمیز دیتی ہیں۔ یوں، ان کے افسانے اردو ادب میں ایک نمایاں مقام رکھتے ہیں اور انسانی اقدار کے فروغ میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ ان کے افسانوں میں فطرت کی عکاسی و بیخاں اہمیت رکھتی ہے، جو ان کی تخلیقی صلاحیتوں اور گہرے مشاہدے کا مظہر ہے۔ ان کے افسانوں میں فطرت محض پس منظر کے طور پر استعمال نہیں ہوتی بلکہ وہ کہانی کے موضوع اور کرداروں کے جذبات کو اجاگر کرنے کا ذریعہ بنتی ہے۔ ممتاز شیریں نے فطرت کے مختلف عناصر جیسے موسم، درخت، پھول، چاندنی، اور سمندر کو اپنی کہانیوں میں نہایت مہارت سے استعمال کیا ہے۔ یہ عناصر کرداروں کے احساسات، داخلی کشمکش، اور کہانی کے موڈ کو بیان کرنے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر، کسی غمگین منظر میں بادلوں کی گرج یا بارش کے ذریعے ماحول کو زیادہ اثر انگیز بنایا جاتا ہے، جبکہ خوشی یا سکون کے لمحات کو چاندنی رات یا کھلتے پھولوں سے جوڑا جاتا ہے۔

فطرت کی یہ عکاسی ان کے افسانوں میں علامتی انداز بھی اختیار کرتی ہے، جو کہانی کے موضوع کو مزید گہرائی فراہم کرتی ہے۔ یوں ممتاز شیریں کی تحریروں میں فطرت نہ صرف جمالیاتی پہلو کو بڑھاتی ہے بلکہ انسانی جذبات اور زندگی کی حقیقتوں کو بھی منفرد انداز میں پیش کرتی ہے۔ ان کے افسانوں میں عورت کا کردار مرکزی حیثیت رکھتا ہے وہ اپنے افسانوں میں عورت کے حقوق ازادی اور خود مختاری کے حوالے سے گہرے سوال اٹھاتی ہیں وہ عورت کے سماجی اور گھریلو زندگی کی پیچیدگیوں کو پیش کرتے ہوئے ان کے حقوق کی پامالی اور ان کی حق میں آواز بلند کرتی ہیں ان کے کردار اکثر معاصر ترقی روایتی اور مردانہ تسلط کے خلاف جدوجہد کرتے ہوئے نظر آتے ہیں ان کی نسوانی کرداروں کی بنیاد محض مشاہدے پر نہیں رکھی ہے بلکہ انہوں نے اپنے اوپر گزرے سچے واقعات کو کہانی میں بنا کر پیش کیا ہے۔ جس سے ایک عورت کی شدید احساسات اور جذبات سامنے آتے ہیں ہندوستان میں بہت سی ایسی عورتوں کا کردار سامنے آتا ہے جو گوارے سے ڈولی اور ڈولی سے جنازے تک کا سفر بڑی تیزی سے طے کرتی ہیں تہذیب شرم و لحاظ اور پردے کے علاوہ شوہر پرستی کے عناصر اس طرح گرفت کرتے ہیں کہ وہ آگے نہیں نکل پاتے ان کے سامنے کچھ مسائل اور مصائب تو قدرتی ہوتے ہیں اور کچھ مردانہ سماج کے پیدا کیے ہوئے ہیں اور کچھ اپنی معصومیت مظلومیت اور گہرے محبت میں سرشار ہو کر رنج کو خوشی میں بدلنے کی کوشش کرتی ہے۔ ان کا ایک افسانہ دیکھ راگ جس میں تائشیت اور نسائی احتجاج کی ایک مدہم سی آواز سنائی دیتی ہے اس میں انہوں نے عورت اور مرد کے مختلف رشتوں کو افسانوی انداز میں پیش کیا ہے جہاں ایک طرف ممتاز، عزیز، زبیری اور جارج جیسے متضاد مرد کردار سامنے آتے ہیں تو دوسری جانب دور تھی کملا، چمپا، جمیلہ، کسم، برملا، جیسی لڑکیوں کے کردار دیکھنے کو ملتے ہیں۔ جو ایک دوسرے سے گہری مطابقت رکھتے ہیں۔ یہ سبھی کردار جنسی رشتوں کی معلومات فراہم کرتے ہیں ممتاز شیریں نے ان رشتوں میں محض جنسی لذت ہی نہیں بلکہ فکروزدان تجربے زبان کہ ایسے نمونے دیکھنے کو ملتے ہیں جو افسانوں کو پراثر بناتے ہیں مثلاً۔

”تم سمجھتے ہو کہ ایسے ادھیوں کو سچی مسرت ملتی ہے ایک عارضی لذت و مسرت اور سچی دلی مسرت

میں بہت فرق اور پھر وہ کبھی مطمئن نہیں ہوتے ایک گناہ سے دوسرے گناہ کی طرف بڑھتے چلے جاتے

ہیں لیکن ان کی پیاس ابھی نہیں بجتی تشنگی بڑھتی چلی جاتی ہے اور یہ تشنگی ان کی روح پر چھا جاتی ہے،“

ممتاز شیریں اپنی نگر یہ سے آج ملایا تک ڈاکٹر علی احمد فاطمی صفحہ نمبر ۲۱۱



ان کے افسانوں میں محبت کا اظہار صرف دو افراد کے درمیان نہیں ہوتا بلکہ ایک وسیع تر سماجی پس منظر میں ہوتا ہے وہ رومانیت کو معاشرتی معاشرتی دباؤ کے خلاف ازادی کے علامت کے طور پر پیش کرتی ہیں جس میں فرد اپنی محبت اور ذاتی خواہشات کو سامنے رکھ کر سماجی دباؤ کے ساتھ ٹکراتا ہے اس طرح ان کے افسانوں میں رومانیت۔ نفسیاتی اور سماجی موضوع بن کر سامنے آتی ہیں جو انسان کے اندرونی اور بیرونی دنیا کے درمیان تعلق پیدا کرتی ہے ممتاز شیریں کے یہاں مغربیت کا پہلو ایک پیچیدہ اور متوازن انداز میں موجود ہے جہاں وہ مغربی خیالات اور روایات کو نہ صرف تنقید اور اس سے متاثر ہو کر ان کی معاصر ترقی انداز میں پیش کرتی ہیں ان کے افسانوں میں مغربیت کا جو پہلو نظر آتا ہے وہ عموماً فرد کی ازادی ہے خود مختاری اور جدیدیت کا تصور سے جڑا ہوتا ہے تاہم ممتاز شیریں کے اس مغربیت کو ایک فریم ورک کے طور پر استعمال کرتے ہیں جس میں وہ مغربی روایات اور سماجی خیالات کے درمیان توازن پیدا کرنے کی کوشش کرتی ہیں انہوں نے مغربی معاشرتی رجحانات کو اپنے افسانوں میں اس طرح پیش کیا ہے کہ وہ ان کے اثرات کا جائزہ لیتی ہیں خاص طور پر عورتوں کی آزادی اور ان کے حقوق کے حوالے سے مغربیت کے اثرات میں فرد کی ذاتی آزادی اور سماجی زندگی میں تعلقات میں تبدیلیاں اور معاشرتی کردار کی تقسیم جیسے موضوعات شامل ہیں جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ وہ مغربیت کو مکمل طور پر بغیر کسی تہمی ذات کے قبول نہیں کرتی بلکہ اس کے اثرات نتائج پر سوال اٹھاتی ہیں یہ مغربیت کا اثر ایک طرف کرداروں کی آزادی اور ترقی کے مواقع فراہم کرتا ہے تو دوسری طرف مشرقی روایات اور مذہبی اقدار کے تحفظ کے لیے کشمکش پیدا کرتا ہے جس سے ان کے افسانوں میں ایک پیچیدہ سماجی ثقافتی منظر نامہ سامنے آتا ہے۔

ممتاز شیریں نے اپنے افسانوں، تنقید اور مضامین کے ذریعے اردو ادب کو نہ صرف نیا رنگ دیا بلکہ اسے ایک فکری اور تخلیقی وسعت بھی عطا کی۔ ان کا تعلق اس عہد سے ہے جب اردو ادب میں ترقی پسند تحریک اپنے عروج پر تھی۔ ممتاز شیریں نے اس تحریک سے متاثر ہو کر نہ صرف سماجی مسائل پر قلم اٹھایا بلکہ انسانی نفسیات اور عورت کے داخلی جذبات کو بھی اپنے افسانوں کا موضوع بنایا۔ ان کے افسانے جدید اردو ادب کی ایک قیمتی میراث ہیں جو آج بھی قاری کو اپنی گہرائی اور اثر پذیری سے متاثر کرتے ہیں۔

ممتاز شیریں ۲۰ ویں صدی کے ابتدائی نصف میں منظر عام پر آئیں۔ ان کی شخصیت نہایت منفرد تھی، کیونکہ انہوں نے ادب کے مختلف پہلوؤں پر کام کیا، جن میں افسانہ نگاری، تنقید، ترجمہ اور صحافت شامل ہیں۔ ان کی ادبی خدمات کا مرکز انسان اور اس کے معاشرتی و نفسیاتی مسائل تھے۔ انہوں نے اپنے افسانوں میں زندگی کے ان پہلوؤں کو اجاگر کیا جنہیں عام طور پر نظر انداز کیا جاتا تھا، خاص طور پر عورت کے مسائل اور اس کے داخلی احساسات۔ دیکھنے کو ملتا ہے۔

ممتاز شیریں کے افسانے موضوعاتی تنوع کے حامل ہیں۔ ان کے افسانوں میں انسانی رشتوں کی پیچیدگی، عورت کے حقوق، سماجی ناانصافی، طبقاتی فرق، اور انسانی نفسیات کو انتہائی گہرائی سے بیان کیا گیا ہے۔ ان کے افسانے صرف کہانیوں تک محدود نہیں بلکہ ان میں فکر اور فلسفہ بھی شامل ہوتا ہے جو قاری کو سوچنے پر مجبور کرتا ہے۔

ممتاز شیریں کے افسانوں میں عورت کے مسائل ایک نمایاں موضوع ہیں۔ انہوں نے عورت کے جذبات، خواہشات اور خوابوں کو اس طرح بیان کیا کہ قاری عورت کے داخلی احساسات کو بہتر طریقے سے سمجھ سکے۔ ان کے افسانے "تقدیر"، "شیشہ اور شعلہ"، اور "ایک رات" میں عورت کے جذباتی اور نفسیاتی پہلوؤں کو بہت عمدگی سے پیش کیا گیا ہے۔

ممتاز شیریں نے اپنے افسانوں میں طبقاتی تقسیم اور سماجی ناانصافی کے موضوع کو بھی اجاگر کیا۔ ان کے افسانے اس بات کی عکاسی کرتے ہیں کہ کس طرح امیر اور غریب کے درمیان موجود خلیج انسانی زندگی کو متاثر کرتی ہے۔ ان کی کہانیوں میں غریب طبقے کے دکھ، ان کے خواب اور ان کی جدوجہد کو انتہائی ہمدردی کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

انسانی نفسیات اور رشتوں کی پیچیدگی ممتاز شیریں کے افسانوں کا ایک اور اہم موضوع ہے۔ ان کے افسانے انسانی جذبات اور تعلقات کے ان پہلوؤں کو بیان کرتے ہیں جو عام طور پر پوشیدہ رہتے ہیں۔ ان کی کہانیاں انسانی کرداروں کی نفسیاتی گہرائی کو سمجھنے کا ایک ذریعہ فراہم کرتی ہیں۔

ممتاز شیریں کا اسلوب ان کے افسانوں کو ایک منفرد پہچان دیتا ہے۔ ان کے افسانوں کی زبان سادہ مگر پُر اثر ہوتی ہے۔ وہ غیر ضروری طوالت سے گریز کرتے ہوئے کہانی کے اصل نقطے پر زور دیتی ہیں۔ ان کے جملے مختصر مگر با معنی ہوتے ہیں جو قاری کے ذہن پر گہرا اثر چھوڑتے ہیں۔ ان کے افسانوں میں منظر نگاری اور مکالمہ نگاری کا استعمال انتہائی مؤثر ہوتا ہے، جو کہانی کو زندہ کر دیتا ہے۔ ممتاز شیریں کی منظر نگاری ان کے افسانوں کا ایک خاص پہلو ہے۔ وہ نہایت مہارت سے ماحول کو بیان کرتی ہیں، جس سے قاری کو ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے وہ خود کہانی کا حصہ ہو۔

ان کے افسانوں میں کرداروں کا نفسیاتی تجزیہ اس قدر گہرا اور مؤثر ہوتا ہے کہ قاری کرداروں کے ساتھ جذباتی طور پر جڑ جاتا ہے۔ ممتاز شیریں نے اپنے افسانوں میں علامتی انداز میں زندگی کے مسائل کو پیش کیا۔ ان کی کہانیاں بظاہر سادہ لگتی ہیں لیکن ان کے اندر گہرے مفاہیم پوشیدہ ہوتے ہی ممتاز شیریں کے افسانے اردو ادب کے لئے ایک قیمتی سرمایہ ہیں۔ انہوں نے اپنے افسانوں میں نہ صرف سماجی مسائل کو اجاگر کیا بلکہ انسانی جذبات اور نفسیات کو بھی موضوع بنایا۔ ان کے افسانے آج بھی قاری کو اپنی گہرائی اور معنویت سے متاثر کرتے ہیں۔ ان کی کہانیاں اس بات کا ثبوت ہیں کہ ادب صرف تفریح کا ذریعہ نہیں بلکہ ایک فکری اور تخلیقی عمل بھی ہے جو انسان کو سوچنے پر مجبور کرتا ہے۔

ممتاز شیریں اردو افسانہ نگاری کی ایک منفرد اور معتبر آواز ہیں۔ ان کے افسانے نہ صرف ادبی لحاظ سے اعلیٰ معیار کے حامل ہیں بلکہ ان میں زندگی کی حقیقتوں اور انسانی جذبات کی گہری عکاسی بھی ملتی ہے۔ ان کی تخلیقات اردو ادب میں ہمیشہ زندہ رہیں گی اور آنے والی نسلوں کو زندگی اور ادب کے نئے پہلوؤں سے روشناس کرائی رہیں گی۔ ممتاز شیریں اردو ادب کی ایک نمایاں افسانہ نگار ہیں جنہوں نے اپنے افسانوں میں گہرے جمالیاتی اور فلسفیانہ پہلوؤں کو اجاگر کیا ہے۔ ان کے افسانے انسانی زندگی، جذبات، اور نفسیات کے پیچیدہ پہلوؤں کو نہایت باریکی دیکھنے کو ملتی ہے۔ ممتاز شیریں کے کام میں جمالیات اور فلسفہ کا امتزاج ان کی تخلیقی گہرائی کو ظاہر کرتا ہے۔

جمالیات:

ممتاز شیریں کے افسانے خوبصورتی اور فن کی حساسیت سے بھرپور ہیں۔ ان کے افسانوں میں فطرت، انسانی جذبات، اور زندگی کے تجربات کو انتہائی خوبصورتی سے پیش کیا گیا ہے۔ ان کے اسلوب میں نزاکت، لطافت، اور منظر کشی کا عنصر نمایاں ہے۔ وہ زندگی کے عام اور معمولی واقعات کو بھی اس انداز سے پیش کرتی ہیں کہ ان میں ایک گہری خوبصورتی اور معنویت نظر آتی ہے۔

ان کے افسانوں میں انسانی زندگی کے گہرے سوالات اور وجودی مسائل کو موضوع بنایا گیا ہے۔ وہ انسان کے باطن، اس کی خواہشات، محرومیوں، اور داخلی کشش کو نہایت گہرائی سے بیان کرتی ہیں۔ ان کے افسانوں میں عشق، موت، وقت، اور انسانی رشتوں کی نوعیت جیسے موضوعات کو فلسفیانہ انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

۱. نسانی شعور: ممتاز شیریں کے افسانوں میں خواتین کے مسائل، ان کی داخلی دنیا، اور سماجی رکاوٹوں کو خاص اہمیت دی گئی ہے۔
۲. نفسیاتی تجزیہ: ان کے کرداروں کے جذبات اور رویوں کا تجزیہ گہرائی سے کیا گیا ہے، جو قارئین کو کرداروں کی اندرونی دنیا سے روشناس کراتا ہے۔
۳. علامت نگاری: ان کے افسانے علامتی اور استعاراتی انداز میں لکھے گئے ہیں، جو کہ قاری کو مختلف سطحوں پر سوچنے پر مجبور کرتے ہیں۔
۴. سماجی حقیقت نگاری: وہ اپنے افسانوں میں معاشرتی حقائق اور تضادات کو خوبصورتی اور حقیقت پسندی کے ساتھ بیان کرتی ہیں۔
۵. وجودیت: ان کے افسانوں میں انسانی وجود، مقصدیت اور خودی جیسے موضوعات کو خاص اہمیت دی گئی ہے۔ وہ اس بات کا جائزہ لیتی ہیں کہ انسان کس طرح اپنے حالات اور محدودات میں اپنی شناخت قائم کرتا ہے۔
۶. معاشرتی تضادات: ممتاز شیریں کے افسانے اکثر معاشرتی تضادات، طبقاتی فرق، اور سماجی ناہمواریوں کو اجاگر کرتے ہیں۔ وہ فلسفیانہ انداز میں ان مسائل کا تجزیہ کرتی ہیں۔
۷. محبت اور تنہائی: محبت کے پیچیدہ جذبات اور تنہائی کے فلسفیانہ پہلو ان کے کئی افسانوں کا مرکزی موضوع ہیں۔ وہ انسانی تعلقات کی گہرائی اور پیچیدگی کو بیان کرتی ہیں۔

۸. وقت اور تبدیلی: ان کے افسانوں میں وقت کی گزرتی ہوئی نوعیت اور انسان پر اس کے اثرات کو فلسفیانہ انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

ممتاز شیریں کی تحریریں اس بات کا ثبوت ہیں کہ وہ ایک حساس اور گہری سوچ رکھنے والی ادیبہ تھیں، جو اپنے قارئین کو نہ صرف تفریح فراہم کرتی ہیں بلکہ انہیں زندگی کے پیچیدہ سوالات پر غور کرنے کی دعوت بھی دیتی ہیں۔

ممتاز شیریں کی زبان سادہ مگر دلکش ہے۔ ان کے اسلوب میں روانی، تخلیقی توانائی، اور فطری اظہار نمایاں ہے۔ وہ علامتی انداز اور استعاروں کا بھی خوبصورت استعمال کرتی ہیں۔ ان کے افسانے سماج کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہیں، خاص طور پر ان مسائل پر جو خواتین اور پسماندہ طبقات سے

متعلق ہیں۔ ان کے ہاں عورت کے حقوق اور اس کی خود مختاری کا پیغام واضح طور پر نظر آتا ہے۔ فطرت اور ماحول کی خوبصورت عکاسی ملتی ہے، جو ان کی تحریروں کو زیادہ مؤثر اور دلکش بناتی ہے ان کے کردار جاندار اور حقیقت پسندانہ ہیں۔ وہ کرداروں کے جذبات اور ان کی داخلی کشمکش کو اتنے مؤثر انداز میں پیش کرتی ہیں کہ قاری ان سے جذباتی طور پر جڑ جاتا ہے۔ علامتی انداز کو اپنایا، جو ان کے افسانوں کو گہرائی اور فکری وسعت بخشتا ہے۔ ان کی کہانیوں میں چھپے ہوئے معنی اور گہرے پیغامات قاری کو سوچنے پر مجبور کرتے ہیں۔

مجموعی طور پر ممتاز شیریں کے افسانے اردو ادب کا ایک اہم حصہ ہیں، جو نہ صرف ادبی جمالیات کے حوالے سے اہم ہیں بلکہ انسانی نفسیات اور سماجی شعور کو سمجھنے کے لیے بھی ایک قیمتی سرمایہ ہیں۔

